Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Arhāsāt al-Nubuwwah (PBUH): An Analytical Study in Light of the Narrations of Thaqafī Companions and Successors

ارہاصاتِ نبوت ﷺ: ثقفی صحابہؓ و تابعینؒ کی روایات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Authors Details

1.Sahib Din (Corresponding Author)
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan. sahibdin08454@gmail.com

2. Prof. Dr. Humayun Abbas
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University Faisalabad, Faisalabad, Pakistan.

Citation

Din, Sahib and Prof. Dr. Humayun Abbas " *A Critical and Methodological Analysis of al-Kāmil by Ibn ʿAdī and al-Ḍuʿafāʾ by al-ʿUqaylī in the Science of al-Jarḥ wa al-Taʿdīl* "Al-Marjān Research Journal, 3,no.2, April-June (2025): 45−60.

Submission Timeline

Received: Feb 16, 2025
Revised: Feb 28, 2025
Accepted: Mar 16, 2025
Published Online: April 08, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Arhāsāt al-Nubuwwah (PBUH): An Analytical Study in Light of the Narrations of Thaqafī Companions and Successors

ارہاصاتِ نبوت ﷺ: ثقفی صحابہؓ و تابعینؒ کی روایات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

صاحب دین ☆   پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس ☆

Abstract

This research paper investigates the concept of *Arhāsāt al-Nubuwwah*—the pre-prophetic signs and manifestations that heralded the advent of Prophet Muḥammad (peace be upon him). Through a critical analysis of historical accounts, prophetic traditions, and classical scholarly interpretations, the study identifies spiritual, natural, and scriptural indicators that pointed to the arrival of the Final Messenger. It explores the testimonies of notable figures such as Waraqah ibn Nawfal, ʿUrwah ibn Masʿūd, and Christian clergy who recognized these signs within the context of earlier scriptures. Key phenomena examined include natural elements like trees and stones greeting the Prophet (PBUH), symbolic dreams, his unmatched moral character, and the first revelation in the cave of Ḥirā', all of which are viewed as components of *arhāsāt*. The study also highlights divine protection and angelic support granted to the Prophet even before his formal declaration of prophethood. The findings underscore that the emergence of Prophet Muḥammad (PBUH) was not a coincidental historical occurrence, but rather a divinely orchestrated mission anticipated across civilizations and religious traditions. These signs collectively affirm the authenticity, universality, and theological depth of his prophethood, forming a foundational element of Islamic belief.

Keywords: Arhasat-e-Nubuwwat, Prophet Muhammad, pre-prophetic signs, divine revelation, Islamic history, universality of prophethood

تعارف موضوع

نبوت محمدی ﷺ کا ظہور انسانی تاریخ کا وہ نکتۂ عروج ہے، جس نے کائنات کے روحانی، فکری اور تہذیبی دھاروں کو ایک نئے رخ پر ڈال دیا، تاہم نبی کریم ﷺ کی بعثت اچانک یا غیر متوقع واقعہ نہ تھی، بلکہ اس سے قبل متعدد روحانی، تاریخی، اور سماوی اشارے اور علامات ظاہر ہو چکی تھیں، جنہیں اسلامی اصطلاح میں ارہاصات کہا جاتا ہے۔ ارہاصات نبوت وہ پیشگی نشانیاں، الہامات، بشارات اور واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کو اس عظیم ترین نبی ﷺ کی آمد کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ظاہر کئے گئے۔ اس مقالے میں ارہاصات نبوت کا مطالعہ ایک خاص زاویئے سے کیا گیا ہے، یعنی ثقفی صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی مرویات کی روشنی میں۔ قبیلہ ثقیف، جو حجاز کے اہم قبائل میں شمار ہوتا ہے، نہ صرف عرب کی

☆ پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

☆ ڈین، فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

سماجی و سیاسی تاریخ میں نمایاں مقام رکھتا تھا، بلکہ اس کے افراد نے ابتدائی اسلام کی دعوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں سے کئی افراد، جیسے دور جاہلی کا مشہور شاعر امیہ بن ابی الصلت ثقفی، حضرت عروہ بن مسعودؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عبد الملک بن عبد اللہ ثقفیؒ وغیرہ، انہوں نے نبوت کے ظہور سے متعلق واقعات ومشاہدات کو نقل کیا، جو ارہاصات کے زمرے میں آتے ہیں۔

ان ثقفی رواۃ کی مرویات نہ صرف نبی کریم ﷺ کے اخلاق، سیرت اور ابتدائی دعوتی مراحل کی جھلک پیش کرتی ہیں بلکہ ان سے اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ نبوت کا تصور اہل عرب، اہلِ کتاب اور دنیا کے دیگر مذہبی حلقوں میں کس قدر گہرائی سے راسخ تھا۔ ان مرویات میں بعض خواب، نصرانی پادریوں کے اقوال، فطری مظاہر اور آسمانی علامات بھی شامل ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت کا انتظار دنیا کے کئی خطوں میں جاری تھا۔ یہ مقالہ نہ صرف ان مرویات کو یکجا کرتا ہے بلکہ ان کے فکری، تاریخی اور دینی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ایک عالمگیر الہامی منصوبہ تھی، جس کے آثار اور ارہاصات صدیوں پہلے سے ظاہر ہو رہے تھے۔

مبحث اول: ارہاصاتِ نبوت کی تفہیم، اقسام اور اہمیت

أ. ارہاصاتِ نبوت کی تفہیم

ارہاصاتِ نبوت وہ نشانیاں اور مظاہر ہیں جو نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا میں ظاہر ہوئیں، جن کے ذریعے مختلف مذاہب، آسمانی کتب، اور قدرتی علامات میں نبی کی آمد کی پیشگوئیاں کی گئیں۔ یہ ارہاصات اس بات کا غماز ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ظہور اللہ کی طرف سے ایک بڑی بشارت اور مقصد کے لیے تھا۔ ان نشانوں اور علامات میں سے کچھ واضح طور پر مختلف پیغمبروں کی کتابوں میں ذکر کیے گئے ہیں، جب کہ کچھ قدرتی مظاہر اور موجودہ حالات میں تبدیلیوں کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔[1]

ان ارہاصات کا مقصد لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بارے میں آگاہ کرنا اور اس بات کو ثابت کرنا تھا کہ وہ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں، جن کے ذریعے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا سلسلہ مکمل ہونے والا تھا۔

ب. ارہاصاتِ نبوت کی اقسام

1. **مذہبی پیشگوئیاں:** مختلف مذاہب میں نبی اکرم ﷺ کی آمد کی پیشگوئیاں کی گئی تھیں، جیسے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں ذکر تھا کہ ایک آخری نبی عرب کے علاقے سے آئیں گے۔
2. **قدرتی علامات:** بعض قدرتی مظاہر جیسے کہ سورج اور چاند کی غیر معمولی تبدیلیاں، زمینی حرکتیں، اور دیگر قدرتی نشانیاں بھی اس بات کی علامت تھیں کہ ایک عظیم شخصیت کا ظہور ہونے والا ہے۔
3. **آسمانی کتابوں میں ذکر:** تورات، انجیل اور دیگر کتابوں میں بھی نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بارے میں مختلف نشانیاں اور علامات موجود تھیں، جنہیں بعد میں ان کے پیروکاروں نے سمجھا اور پہچانا۔[2]

1. Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Tafsīr al-Qurṭubī*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1967, 2: 230.
2. Al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf. *Subul al-Hudā wa al-Rashād*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993, 1: 115.

ت. ارہاصاتِ نبوت کی اہمیت

ارہاصاتِ نبوت کا یہ مقصد تھا کہ لوگوں کو نبی کی بعثت سے پہلے اس کی اہمیت اور ضرورت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اللہ کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ان نشانوں کی موجودگی نے لوگوں کو یہ یقین دلایا کہ یہ نبی اللہ کے منتخب بندے ہیں اور ان کی تعلیمات کا اتباع ضروری ہے۔[3]

ارہاصاتِ نبوت کی تفہیم ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی آمد کوئی اتفاقی واقعہ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک طے شدہ منصوبے کا حصہ تھی، جو پہلے سے اس کے پیغمبروں اور کتابوں میں ذکر کی گئی تھی۔ یہ نشانیاں اور علامات اس بات کا غماز ہیں کہ اللہ کا پیغام ہر دور میں موجود تھا، اور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے وہ پیغام تکمیل کو پہنچا۔

مبحث دوم: ارہاصاتِ نبوت—نبوتِ محمدیؐ کی قبل از وقت علامات

ظہور نبوت کی علامات وہ الٰہی نشانیاں اور پیشین گوئیاں ہیں جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل مختلف مذاہب، آسمانی کتب اور قدرتی مظاہر میں واضح طور پر ظاہر ہوئیں۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی اور ابو سفیان کا نصرانی عالم سے ظہور نبوت کی علامات کے بارے میں مکالمہ:

أ. امیہ بن ابی الصلت الثقفی کا نصرانی عالم سے مکالمہ

امیہ ثقفی نے بیان کیا کہ میں نے نصرانی عالم سے نبی منتظر کے ظہور کی نشانیوں سے متعلق دریافت کیا۔ نصرانی پادری نے نبوت کے ظہور کے متعلق نشانیاں بیان کرتے ہوئے کہا کہ: وہ عرب میں سے ہو گا، جہاں لوگ حج کرتے ہیں اور اس کا تعلق قبیلہ بنو قریش سے ہو گا۔ یہ سن کر خدا کی قسم! مجھے ایسی پریشانی لاحق ہوئی کہ میں کبھی ایسی پریشانی میں مبتلا نہ ہوا تھا۔ میرے ہاتھ سے دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی فلاح نکل گئی۔ میں اس نبوت کا امیدوار تھا۔ میں نے پادری سے مزید وضاحت کی التماس کی تو اس نے بتایا کہ:

"رَجُلٌ شَاب حِين دخل فِي الكهولة، بَدْء أمره ،أنه يَجْتَنِبُ الْمَظَالِمَ وَالْمَحَارِمَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَأْمُرُ بِصِلَتِهَا، وَهُوَ مُحْوِجٌ كَرِيمُ الطَّرَفَيْنِ مُتَوَسِّطٌ فِي الْعَشِيرَةِ، أَكْثَرُ جُنْدِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔"[4]

(وہ جوان ہو گا، پیران سالی کے آغاز میں ہو گا۔ ابتدائی عمر سے ہی ظلم و تعدی اور حرام سے پرہیز کرتا ہو گا۔ خود صلہ رحمی کرنے والا ہو گا اور صلہ رحمی کی تاکید کرتا ہو گا۔ وہ محتاج اور ضرورتمند ہو گا۔ اس کے والدین شریف اور کریم ہوں گے۔ اپنے قبیلہ میں افضل اور معتبر ہو گا، اس کی بیشتر فوج فرشتوں میں سے ہو گی۔)

امیہ نے نصرانی پادری سے مزید نشانیاں اور علامات کے بارے میں پوچھا تو نصرانی پادری نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد شام میں ۸۰ زلزلے آچکے ہیں۔ ہر زلزلہ میں سخت نقصان ہوا ہے۔ بس ایک زلزلہ باقی رہ گیا ہے، اس میں بھی شدید نقصان ہو گا۔ یہ سن کر ابو سفیان نے کہا: واللہ! یہ سب جھوٹ ہے اگر اللہ کو رسول مبعوث کرنا منظور ہوا تو وہ عمر رسیدہ اور رئیس ہو گا تو امیہ نے کہا: واللہ ابو سفیان! یہ بات بالکل حق اور سچ ہے۔ ایک دن تم خود تسلیم کرو گے کہ عیسائی عالم کی بتائی ہوئی نشانیاں صداقت پر مبنی تھیں، پھر ہم نے سفر کا آغاز کیا، ہمارے اور مکہ مکرمہ کی درمیان کچھ فاصلہ باقی تھا کہ ایک شتر سوار راستہ میں ہمیں ملا۔ ہم نے اس سے شام کے حالات دریافت

3. Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *Sīrah Ibn Hishām*. Cairo: Dār al-ʿArab, 1375 AH, 1: 238.

4. Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥasan, *Dalā'il al-Nubuwwah wa Maʿrifat Aḥwāl Ṣāḥib al-Sharīʿah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1408 AH), 2:116.

کئے تو اس نے کہا تمہارے بعد شام میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ جس سے بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ یہ سن کر امیہ ثقفی نے ابوسفیان سے کہا: عیسائی عالم کی بات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: واللہ! نصرانی پادری کی بات سچ ہے۔"[5]

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بعثت صرف عرب کے محدود علاقے کا واقعہ نہیں تھا، بلکہ نبوت محمدی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ظہور کی نشانیاں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، علمائے اہل کتاب کی پیشگوئیوں اور قدرتی مظاہر میں بھی واضح طور پر موجود تھیں۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی اور ابوسفیان کے نصرانی عالم کے ساتھ مکالمے میں ان نشانیوں کا خصوصی ذکر ملتا ہے۔ یہ نشانیاں نہ صرف نبی آخر الزمان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ظہور کی علامتیں تھیں، بلکہ الٰہی مشن کی صداقت کی دلیل بھی ہیں۔ ان علامات نبوت کی تفصیل درج ذیل ہے: نصرانی عالم کی پیشگوئی کہ: وہ نبی عرب میں سے ہوگا، یہ واضح کرتی ہے کہ نبی آخر الزمان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بعثت جزیرۃ العرب سے ہونی تھی۔ یہ نشانیاں انجیل اور تورات میں موجود تھیں، جن میں عرب کی سرزمین اور مکہ و مدینہ کے حوالے سے آخری نبی کی آمد کا ذکر تھا۔ قرآن کریم بھی اس بات کی تائید کرتا ہے:

"وَهُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ۔"[6]

(اور وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔)

نصرانی پادری نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا: وہ ایسے گھرانے سے ہوگا جس کے پاس عرب لوگ حج کے لیے آتے ہیں۔ اس نشان دہی سے واضح ہوتا ہے کہ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا تعلق قریش قبیلے سے ہوگا، جو خانہ کعبہ کے متولی تھے اور تمام عرب کے لوگ حج کے لیے ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نسبت قریش اور بنو ہاشم سے ہونا آپؐ کے مقام و مرتبے کی دلیل ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

"إن الله اصطفى كنانة من ولد إسماعيل،واصطفى قريشاً من كنانة،واصطفى من قريش بني هاشم،واصطفاني من بني هاشم"[7]

(اللہ نے بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو، کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔)

نصرانی پادری نے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا: خود مالی لحاظ سے محتاج ہوگا، لیکن حسب و نسب کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہوگا۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے غربت میں زندگی گزاری، لیکن آپؐ کا نسب مکہ کے سب سے معزز خاندان بنو ہاشم سے تھا۔ اس نشانی کی وضاحت سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں بارہا ملتی ہے جہاں آپؐ نے ہمیشہ سادگی کو ترجیح دی، لیکن قریش میں "الصادق الامین" کے لقب سے مشہور تھے۔ پادری نے کہا: اپنے آغاز ہی سے ظلم اور حرام کاموں سے دور رہے گا، صلہ رحمی کرے گا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے گا۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی پوری زندگی میں کبھی شرک، بدکاری یا کسی بھی حرام عمل میں حصہ نہیں لیا۔ حلف الفضول جیسے معاہدے میں شرکت اور صدق و امانت کے اعلیٰ اوصاف آپؐ کے کردار کی پاکیزگی کو واضح کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی ذکر ہے:

"وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔"[8]

---

5. Al-Bayhaqī, *Dalāʼil al-Nubuwwah*, 2:116; Ibn ʿAsākir, *Tārīkh Ibn ʿAsākir*, 9:263; Ibn Kathīr, *As-Sīrah al-Nabawiyyah*, 1:126.
3. *Al-Jumuʿah*, 62:5
4. Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Al-Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1414 AH), Ḥadīth No. 3605.
5. *Aḍ-Ḍuḥā*, 93:7.

(اور تمہیں راستے سے ناواقف پایا تو سیدھا راستہ (ہدایت) دکھایا۔)

نصرانی پادری نے نبوت کی نشانی بتاتے ہوئے کہا: وہ ایک نوجوان ہو گا جو عمر کے درمیانی حصے میں ہو گا، (یعنی چالیس سال کے قریب)۔ آپ ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا، جو کہ سابقہ انبیاء کی نبوت کے وقت کی عمومی روایت بھی ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے:

" وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا۔"[9]

(اور جب وہ اپنی جوانی کی پختگی کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا کیا۔)

عیسائی پادری نے پیشین گوئی کی کہ: جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے ہیں، شام میں 80 زلزلے آ چکے ہیں۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے، جو سب سے شدید ہو گا اور اسی کے بعد اس نبی کا ظہور ہو گا۔ ابو سفیان اور امیہ بن ابی الصلت کے شام سے واپسی پر وہ شدید زلزلہ آنا، اس پیشگوئی کی تکمیل تھی۔ یہ نشانی واضح کرتی ہے کہ الٰہی منشاء کے مطابق قدرتی مظاہر بھی نبوت کے ظہور کی دلیل بنتے ہیں۔ قریش کے سردار ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہا: اگر اللہ کسی کو نبی بنانا چاہے گا تو وہ عمر رسیدہ اور قریش کا رئیس ہو گا۔ یہ مخالفت اس نشانی کو واضح کرتی ہے کہ نبوت کا ظہور طاقت، مال و دولت یا عمر کے بجائے الٰہی انتخاب کے تحت ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور عاجزی اس بات کا ثبوت ہے کہ نبوت اللہ کا عطیہ ہے، جو حسب خواہش یا حسب حیثیت نہیں ملتا۔ نصرانی پادری نے کہا: اس کی فوج کی اکثریت فرشتوں پر مشتمل ہو گی۔ غزوہ بدر میں فرشتوں کی مدد اور حضور ﷺ کی فوج میں ان کا شامل ہونا اس پیشین گوئی کی تکمیل ہے:

" إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ۔ "[10]

(جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں، جو پے در پے آئیں گے۔)

قریش نے نبوت کو قریش کے رئیس یا معزز شخص کے لیے مخصوص سمجھا۔ نبی کریم ﷺ کی ذات نے اس سماجی برتری کے تصور کو توڑ کر حق اور باطل کے درمیان الٰہی اصول کو نمایاں کیا۔ آخر کار، یہ تمام نشانیاں اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے، جو انسانی خواہشات، مال و دولت یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ اللہ کی حکمت و مرضی کے مطابق عطا ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے متعلق یہ نشانیاں حق کی تلاش میں اخلاص، انکساری اور عاجزی کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ جو لوگ ان خوبیوں کو اپناتے ہیں وہ حق کو پہچان لیتے ہیں، جبکہ انانیت اور حسد انسان کو حق سے دور کر دیتا ہے۔ سچائی ہمیشہ اپنی جگہ منوا لیتی ہے، چاہے اس میں وقت لگے۔

ب. حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا سفر نجران

علامہ محمد بن یوسف الشامیؒ اپنی کتاب "سبل الہدی والرشاد" میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجارت کی غرض سے نجران کی طرف سفر کیا، اس وقت تک نبی کریم ﷺ کی بعثت کا معاملہ آشکار نہیں ہوا تھا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں:

"میں اپنے ساتھیوں سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا اور لیٹ گیا۔ اتنے میں دو لڑکیاں وہاں آئیں اور درخت کے نیچے بیٹھ گئیں۔ میں لیٹا ہوا تھا اور نیند کی کیفیت میں تھا کہ میں نے سنا: ایک لڑکی نے دوسری سے کہا: اے عزت داروں کی بیٹی! تمہاری کیا رائے ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ دوسری نے کہا: یہ عروہ بن مسعود ہے، جو عزت والا ہے مگر اسے عزت (حکومت) نہیں دی گئی،

6. *Yūsuf,* 12:26.
7. *Al-Anfāl*, 8:9.

سخاوت کرنے والا اور کامیاب ہونے والا ہے۔ پہلی بولی: تم نے درست کہا۔ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ دوسری نے کہا: یہ معزز مقام، طائف ثقیف سے آیا ہے اور نجران کی طرف جا رہا ہے۔ پہلی نے پوچھا: اس کے اس سفر کا انجام کیا ہو گا؟ دوسری نے کہا: اس کا راستہ آسان ہو گا، اس کی تجارت کامیاب ہو گی اور یہ بلند مقام حاصل کرے گا۔ پہلی نے کہا: تم نے سچ کہا، لیکن اس کی آخری حالت کیا ہو گی؟ دوسری نے جواب دیا: یہ ایک عظیم سردار بنے گا، ایک عظیم نبیؐ کی پیروی کرے گا اور ایک بڑا کام انجام دے گا۔ پہلی بولی: تم نے درست کہا۔ وہ نبی کون ہے؟ دوسری نے کہا: ایسا نبیؐ جو لوگوں کو بلائے گا اور اس کی پکار قبول کی جائے گی۔ اس کا معاملہ عجیب ہو گا، آسمان سے اس پر کتاب نازل کی جائے گی جو عقلوں کو حیران اور بادشاہوں کو مغلوب کر دے گی۔ عروہ کہتے ہیں: پھر وہ دونوں خاموش ہو گئیں اور مجھے نیند آ گئی، جب میں بیدار ہوا تو وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھیں۔ جب میں نجران پہنچا تو وہاں کے اسقف (عیسائی پادری) نے، جو میرا دوست تھا، مجھ سے کہا: اے ابو یعفور! یہ وہ وقت ہے جب تمہارے حرم (مکہ) سے ایک نبی ظاہر ہو گا جو حق کی طرف رہنمائی کرے گا۔ مسیح کی قسم! وہ تمام انبیاء میں سب سے بہتر اور آخری نبی ہوں گے، جب وہ ظاہر ہوں تو تم ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بننا۔"[11]

حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ کا یہ واقعہ سرکار دوجہاں ﷺ کی بعثت سے قبل کی روحانی کیفیت، نبوی پیشین گوئیوں اور اسلام کے عالمی پیغام کی جھلک پیش کرتا ہے۔ اس واقعے میں پیش آنے والے مختلف پہلو سیرت نبوی ﷺ کے گہرے اور وسیع مفاہیم سے روشناس کراتے ہیں۔

بعثت نبوی ﷺ کی کائناتی اور روحانی پیشین گوئیاں: اس واقعے میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کی قبل از وقت خبر دی جا رہی ہے۔ دو لڑکیوں کی گفتگو میں آنے والی صفات اور پیشین گوئیاں دراصل نبوت محمدی ﷺ کے کائناتی اثرات کی غمازی کرتی ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں اہل کتاب اور روحانی شخصیات نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کے منتظر تھے۔ لڑکیوں کی گفتگو میں نبی اکرم ﷺ کی جن صفات کا ذکر ہے، درج ذیل ہیں:

* دعائے مجاب: آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا جائے گا۔
* امر عجاب: آپ ﷺ کا مشن دنیا میں حیرت و استعجاب پیدا کرے گا۔
* آسمانی کتاب: قرآن مجید کی طرف اشارہ، جو حکمت اور ہدایت کا خزانہ ہے۔
* عقلوں کو حیران کرنے والے پیغام: قرآن کریم کی تعلیمات نے فلسفیوں، مفکروں اور علماء کو ہمیشہ حیرت میں ڈالا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ۔"[12](حم السجدہ: 53)، ہم انہیں اپنی نشانیاں دنیا کے کناروں میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے۔
* بادشاہوں پر غلبہ: تاریخ گواہ ہے کہ قیصر روم اور کسریٰ ایران جیسی بڑی سلطنتیں نبی اکرم ﷺ کے پیغام کے سامنے جھک گئیں۔

اسلامی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی تہذیبی اور سیاسی قوت کے طور پر ابھری۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت اور تعلیمات صرف ایک خطے یا قوم کے لیے نہیں، بلکہ پوری دنیا اور تمام انسانوں کے لیے تھیں۔ آپؐ کی دعوت ایک عالمی اور آفاقی دعوت تھی جس

8 Aṣ-Ṣāliḥī al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf, Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1414 AH), 2:191.
12. *Fussilat* (Ḥā-Mīm As-Sajdah), 41:53.

کی بازگشت دنیا بھر میں سنائی دے رہی تھی۔ نجران کے اسقف کا یہ اعتراف کہ وہ تمام انبیاء میں سب سے بہتر اور آخری نبی ہیں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب بھی آپ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔"[13]

(اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو تورات میں میرے سامنے ہے اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہو گا۔)

نجران کے اسقف کا حضرت عروہ بن مسعود سے یہ کہنا کہ: یہ وہ وقت ہے جب تمہارے حرم سے ایک نبی ظاہر ہو گا جو حق کی طرف رہنمائی کرے گا۔ مسیح کی قسم! وہ تمام انبیاء میں سب سے بہتر اور آخری نبی ہوں گے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اہل کتاب کی مستند شخصیات نبی کریم ﷺ کے ظہور سے آگاہ تھیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ۔"[14]

(جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔)

اہل کتاب کی طرف سے نبوت محمدی ﷺ کی پہچان اور تصدیق، نبی اکرم ﷺ کی صداقت اور عالمی نبوت کی دلیل ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت انسانیت کے لیے ایک عالمی انقلاب تھا جس کی بنیاد علم، انصاف اور ہدایت تھی۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ طائف کے معزز سردار تھے۔ اس خواب نما واقعے کے بعد ان کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی سچائی کا یقین پیدا ہوا، جس کے نتیجے میں کچھ عرصہ بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور طائف کے لوگوں کو دعوت اسلام دی اور اسی راہ میں اپنی قوم کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس واقعہ سے حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ کی بصیرت، سچائی اور نبوت محمدی ﷺ کی تصدیق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

ت. پتھروں، درختوں کا سلام کرنا

امام محمد بن اسحاقؒ اپنی کتاب "سیرۃ ابن اسحاق" میں لکھتے ہیں کہ: حضرت عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن العلاء بن جاریہ ثقفی، جو کہ ایک ثقہ راوی تھے، انہوں نے بعض اہل علم سے یہ روایت بیان کی ہے:

"إن رسول الله ﷺ حين أراد الله عز وجل كرامته، و ابتدأه بالنبوة، كان لا يمر بحجر ولا شجر إلا سلم عليه وسمع منه، فيلتفت رسول الله ﷺ خلفه وعن يمينه وعن شماله فلا يرى إلا الشجر وما حوله من الحجارة وهي تحييه بتحية النبوة: السلام عليك، رسول الله۔"[15]

(جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے مشرف فرمانا چاہا اور اپنی رحمت سے نوازنے کا فیصلہ کیا، تو آپ ﷺ جب بھی کسی درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے، وہ آپ کو "السلام علیک یا رسول اللہ" کہہ کر سلام کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی آواز سنتے، پیچھے مڑ کر دیکھتے، دائیں بائیں نظر ڈالتے، مگر وہاں صرف درخت اور پتھر نظر آتے، جو آپؐ کو نبوت کی مخصوص تحیہ پیش کر رہے ہوتے۔)

13. *Aṣ-Ṣaff*, 61:6.
11. *Al-Baqarah*, 2:146.
15. Ibn Isḥāq, Muḥammad, *Sīrat Ibn Isḥāq* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), p. 120.

رسول اللہ ﷺ غار حرا میں عبادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ گھر واپسی پر آپ ﷺ سب سے پہلے کعبہ کا طواف فرماتے، پھر اپنے گھر میں داخل ہوتے۔ رمضان میں، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت عطا کرنے کا ارادہ فرمایا، تو حسب معمول آپ ﷺ غار حرا میں عبادت کے لیے تشریف لے گئے، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ اچانک جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: "پڑھ!" میں نے جواب دیا: میں کیا پڑھوں؟ اس پر انہوں نے مجھے سختی سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میری جان نکل جائے گی۔ پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا: 'پڑھ!' میں نے پھر کہا: 'میں کیا پڑھوں؟' تیسری بار انہوں نے اسی طرح مجھ سے کہا، اور میں نے خوف کے مارے یہی کہا تاکہ وہ مجھ پر مزید سختی نہ کریں۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"(16)

(پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھ تا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔)

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے اور میں نیند سے بیدار ہوا۔ میرا دل ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے کسی چیز کو اس پر نقش کر دیا گیا ہو۔ میں ہمیشہ شعراء اور مجنونوں (پاگلوں) سے بیزار رہتا تھا، اور ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ اس واقعے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں میں (نعوذ باللہ) شاعر یا مجنون تو نہیں بن گیا؟ پھر میں نے سوچا کہ قریش کو یہ خبر ہرگز نہ ہونے دوں، کیونکہ وہ مجھے شاعر یا دیوانہ سمجھنے لگیں گے۔ میں نے ارادہ کیا کہ کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر جا کر خود کو گرا دوں تاکہ اس معاملے سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر لوں۔ میں اسی ارادے سے پہاڑ کی طرف نکلا، مگر جیسے ہی میں جا رہا تھا، اچانک آسمان سے ایک آواز آئی: اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو، اور میں جبرائیل ہوں! میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں کھڑے تھے، ان کے دونوں پاؤں آسمان کے کنارے پر تھے، اور وہ پکار رہے تھے: اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو، اور میں جبرائیل ہوں! میں وہیں رک گیا اور انہیں دیکھتا رہا، نہ میں آگے بڑھ سکتا تھا، نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ میں جس سمت بھی آسمان کی طرف دیکھتا، جبرائیل علیہ السلام مجھے وہاں موجود نظر آتے۔ میں اسی حالت میں رہا، یہاں تک کہ حضرت خدیجہؓ نے مجھے تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے، جو مکہ کے گرد و نواح میں تلاش کرنے کے بعد ناکام واپس آ گئے۔ میں اسی کیفیت میں رہا، یہاں تک کہ دن کا وقت ختم ہونے والا تھا، پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس سے چلے گئے، تو میں بھی اپنے گھر کی طرف لوٹ آیا۔(17)

حضرت خدیجہؓ نے بے چینی سے پوچھا: اے ابو القاسم! آپؐ کہاں چلے گئے تھے؟ اللہ کی قسم! میں نے آپؐ کو تلاش کرنے کے لیے اپنے آدمی بھیجے تھے، جو مکہ کے چپے چپے تک گئے، مگر آپؐ نہیں ملے۔ آپؐ نے کہا: مجھے لگ رہا ہے کہ میں (نعوذ باللہ) شاعر یا مجنون بن گیا ہوں! یہ سن کر حضرت خدیجہؓ نے فوراً تسلی دی اور فرمایا: اللہ کی پناہ! اے ابو القاسم! اللہ ہرگز آپؐ کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا، آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپؐ ایماندار ہیں، آپؐ کا اخلاق بہت عمدہ ہے اور آپؐ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا: اے ابن عم! آپؐ کو کیا ہوا؟ کیا آپؐ نے کچھ دیکھا یا کچھ سنا ہے؟ پھر حضرت خدیجہؓ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں، وہ تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کو سارا واقعہ سنایا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا دیکھا اور کیا سنا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے بے اختیار کہا: قدوس! قدوس! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

16. Al-ʿAlaq, 96:1–5.
17. Ibn Isḥāq, Muḥammad. *Sīrat Ibn Isḥāq*. p. 120

ورقہ کی جان ہے! اے خدیجہؓ! اگر تم نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے، تو یقین جانو کہ یہ شخص اس امت کا نبی ہے۔ ان کے پاس وہی "ناموس اکبر" آیا ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا کرتا تھا۔ پس ان سے کہو کہ ثابت قدم رہیں! رسول اللہ ﷺ کی حوصلہ افزائی فرمائی، حضرت خدیجہؓ واپس آئیں اور رسول اللہ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کی باتیں بتائیں۔ اس سے آپ ﷺ کو کچھ تسلی ملی اور گھبراہٹ کچھ کم ہو گئی، جو پہلی وحی کے اچانک نزول سے محسوس ہو رہی تھی۔[18]

بعد میں رسول اللہ ﷺ طواف کے لئے کعبہ کی طرف گئے، وہاں ورقہ بن نوفل بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے میرے بھتیجے! مجھے وہ سب کچھ بتاؤ جو تم نے دیکھا اور سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تفصیل سے واقعہ سنایا۔ ورقہ بن نوفل نے سن کر کہا: اللہ کی قسم! بے شک، تم اس امت کے نبی ہو، اور تمہیں آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا، تمہیں جھٹلایا جائے گا، اذیتیں دی جائیں گی، تمہارے خلاف جنگ کی جائے گی، لیکن تمہاری نصرت بھی کی جائے گی! پھر انہوں نے مزید کہا: اگر میں اس وقت زندہ رہا، تو میں تمہاری مدد ضرور کروں گا! اس کے بعد ورقہ نے رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دیا۔ ان کی باتوں سے آپؐ کو مزید حوصلہ اور ثابت قدمی حاصل ہوئی اور اللہ نے آپؐ کی گھبراہٹ کو ختم کر دیا۔[19]

نبی کریم ﷺ کی نبوت کے آغاز سے پہلے، پتھر اور درختوں کا آپؐ کو سلام کرنا اس بات کی علامت تھی کہ زمین اور فطرت نے بھی آپؐ کی نبوت کی گواہی دی۔

☆غار حرا میں عبادت اور وحی کی ابتداء: نبی کریم ﷺ کے روحانی سفر کی ایک اہم علامت یہ تھی کہ آپ ﷺ رمضان کے مہینے میں غار حرا میں یکسوئی سے عبادت کیا کرتے تھے، اور اسی میں وحی نازل ہونے کا پہلا موقع پیش آیا۔

☆جبریل علیہ السلام کا ظہور: نبوت کے آغاز میں جبریل امین کا آپ ﷺ کے پاس آنا، اللہ کی طرف سے عظیم اکرام تھا۔ یہ تمام پہلو آپ ﷺ کے نبوت کے آغاز، روحانی تجربات، اور اولین وحی کے نزول کو واضح کرتے ہیں، جو دلائل النبوہ اور سیرت نبوی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ تائیدی روایت: حضرت سماک بن حرب نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا کہ:

"قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔"[20]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام بھیجا کرتا تھا۔)

یہ حدیث سرور کائنات ﷺ کی نبوت کی پیشگی نشانیاں اور آپؐ کی خصوصیات کو بیان کرتی ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کچھ مخلوقات نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی، جیسے وہ پتھر جو آپؐ کو سلام بھیجتا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر جاندار اشیاء کو بھی نبی ﷺ کی حقیقت کا علم تھا، جیسے کہ کھجور کے تنے کا رونا اور جانوروں کا شکایت کرنا۔ یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات کو ایسی بصیرت عطا کی تھی جس سے وہ نبی کریم ﷺ کی عظمت کو پہچان سکیں۔ یہ معجزہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت ایک طے شدہ الٰہی فیصلہ تھا، جس کے آثار پہلے ہی واضح تھے۔ اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ایک بے جان پتھر بھی نبی ﷺ کی نبوت کو پہچان

18. Ibn Isḥāq, *Sīrat Ibn Isḥāq*, p. 120.
19. Ibn Isḥāq, *Sīrat Ibn Isḥāq*, p. 120.
17. Al-Mundhirī, ʿAbd al-ʿAẓīm ibn ʿAbd al-Qawī, *Mukhtaṣar Ṣaḥīḥ Muslim by Imām Muslim ibn Ḥajjāj al-Qushayrī* (Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1407 AH), Ḥadīth No. 1528.

سکتا تھا، تو ہمیں بھی آپؐ کے لائے ہوئے دین پر مکمل ایمان رکھنا چاہیے اور آپ کی سنت کی پیروی کرنی چاہیے۔

ث. ورقہ بن نوفل کا اشعار کہنا

امام الحاکمؒ اپنی کتاب "المستدرک الحاکم" میں بیان کرتے ہیں کہ عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن العلاء بن جاریہ ثقفی نے روایت کیا، جو ایک باخبر اور فہم و فراست والے اور اچھے حافظے کے مالک شخص تھے، انہوں نے کہا کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ نے اس موقع پر یہ اشعار کہے جب حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان سے گفتگو کی:

"يَا لِلرِّجَالِ وَصَرْفِ الدَّهْرِ وَالْقَدَرِ، وَمَا لِشَيْءٍ قَضَاهُ اللَّهُ مِنْ غِيَرِ
حَتَّى خَدِيجَةُ تَدْعُونِي لِأُخْبِرَهَا، وَمَا لَهَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ
جَاءَتْ لَتَسْأَلَنِي عَنْهُ لِأُخْبِرَهَا، أَمْرًا أُرَاهُ سَيَأْتِي النَّاسَ مِنْ أُخَرِ
فَخَبَّرَتْنِي بِأَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهِ، فِيمَا مَضَى مِنْ قَدِيمِ الدَّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِأَنَّ أَحْمَدَ يَأْتِيهِ فَيُخْبِرُهُ، جِبْرِيلُ أَنَّكَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْبَشَرِ
فَقُلْتُ عَلَّ الَّذِي تُرْجِينَ يُنْجِزُهُ، لَكِ الْإِلَهُ فَرَجِّي الْخَيْرَ وَانْتَظِرِي
وَأَرْسِلِيهِ إِلَيْنَا كَيْ نُسَائِلَهُ، عَنْ أَمْرِهِ مَا يَرَى فِي النَّوْمِ وَالسَّهَرِ
فَقَالَ حِينَ أَتَانَا مَنْطِقًا عَجَبًا، تَقِفُ مِنْهُ أَعَالِي الْجِلْدِ وَالشَّعْرِ
إِنِّي رَأَيْتُ أَمِينَ اللَّهَ وَاجَهَنِي، فِي صُورَةٍ أُكْمِلَتْ مِنْ أَهْيَبِ الصُّوَرِ
ثُمَّ اسْتَمَرَّ وَكَانَ الْخَوْفُ يُذْعِرُنِي، مِمَّا يُسَلِّمُ مِنْ حَوْلِي مِنَ الشَّجَرِ
فَقُلْتُ ظَنِّي وَمَا أَدْرِي أَيَصْدُقُنِي، أَنْ سَوْفَ تُبْعَثُ تَتْلُو مُنْزَلَ السُّوَرِ
وَسَوْفَ آتِيَكَ إِنْ أَعْلَنْتَ دَعْوَتَهُمْ، مِنَ الْجِهَادِ بِلَا مَنٍّ وَلَا كَدَرِ" (21)

(اے لوگو! گردش زمانہ اور تقدیر کے فیصلوں پر تعجب کیسا؟ اللہ کے حکم سے جو کچھ ہوتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ خدیجہ میرے پاس آئی اور مجھ سے دریافت کرنے لگیں، حالانکہ غیب کی خبروں کا علم کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ وہ میرے پاس اس لیے آئی تھیں کہ میں انہیں خبر دوں، اس معاملے کی جو آئندہ آنے والے دنوں میں نمایاں ہونے والا ہے۔ انہوں نے جو کچھ مجھے بتایا، وہ وہی تھا جس کے بارے میں میں نے پہلے سنا تھا، جو قدیم زمانے سے روایات میں چلا آرہا ہے۔ کہ احمد (ﷺ) کے پاس جبریل آتے ہیں، اور وہ انہیں بتاتے ہیں کہ آپ کو بنی نوع انسان کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تو میں نے کہا: جو امید تم رکھ رہی ہو، اللہ اسے ضرور پورا کرے گا، لہٰذا خیر کی امید رکھو اور صبر سے انتظار کرو۔ انہیں میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان سے خود ان کے خوابوں اور بیداری میں دیکھے گئے مناظر کے بارے میں سوال کر سکوں۔ جب وہ ہمارے پاس آئے، تو ان کی گفتگو ایسی عجیب تھی، کہ سن کر جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور بال کھڑے ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ کے فرشتے کو اپنے سامنے دیکھا، جو سب سے زیادہ خوبصورت اور رعب دار صورت میں آیا تھا۔ پھر وہ چلا گیا، لیکن خوف نے مجھے گھیر لیا، جبکہ میرے ارد گرد موجود درخت مجھ پر سلام بھیج رہے تھے۔ تو میں نے سوچا، مگر مجھے یقین نہیں آیا کہ آیا یہ سچ ہو گا، کہ آپؐ نبی بن کر مبعوث ہوں گے اور اللہ کی نازل کردہ

21. Al-Ḥākim, Muḥammad ibn ʿAbdullāh. *Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1411 AH, Ḥadīth No. 4212.

آیات کی تلاوت کریں گے، اور میں ضرور آپؐ کا ساتھ دوں گا، اگر آپؐ نے اپنی دعوت کو کھل کر پیش کیا، اور میں بغیر کسی احسان اور رنج کے، جہاد میں آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔)

تشریح: حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کی شخصیت اور ان کے تجربات کو دیکھ کر سمجھ گئیں کہ یہ عام واقعہ نہیں، بلکہ اللہ کی جانب سے ایک خاص معاملہ ہے۔ وہ فوری طور پر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو اہل کتاب کے عالم اور حق کے متلاشی تھے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کے واقعات کو سن کر تصدیق کی کہ یہ وہی علامتیں ہیں جو پچھلی کتابوں میں مذکور تھیں۔ اشعار میں انہوں نے بیان کیا کہ یہ وہی احمد (ﷺ) ہیں جن کے آنے کی بشارت دی گئی تھی۔ آپ ﷺ کو سب سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے نبوت کی بشارت دی۔ آپ ﷺ کا خوف اور حیرانی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ ایک عام واقعہ نہیں تھا، بلکہ اللہ کا ایک خاص انتخاب تھا۔

☆قدیم صحیفوں میں ذکر: ورقہ بن نوفل نے واضح کیا کہ پہلے کی آسمانی کتابوں میں بھی نبی ﷺ کا ذکر موجود تھا۔ اسی وجہ سے وہ آپ ﷺ کی نبوت کو بلاتردد تسلیم کر رہے تھے۔

☆ورقہ بن نوفل نے سرکار دوعالم ﷺ کو بتایا کہ جب آپؐ اپنی دعوت کا اعلان کریں گے، تو میں آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور آپ ﷺ کی مدد کروں گا۔ یہ اس بات کا بھی اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کی دعوت کو ابتداء میں سخت مخالفت کا سامنا ہوگا۔ اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے اپنی نبوت کا کوئی دعویٰ خود سے نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی اور ان کے انتخاب کا اعلان کیا۔ درختوں اور پتھروں کا سلام کرنا بھی خصائص نبویؐ میں شامل ہے، کیونکہ یہ کوئی عام انسانی تجربہ نہیں، بلکہ ایک ارہاص تھا۔ یہ اشعار سید المرسلین ﷺ کی نبوت، وحی کے آغاز، ورقہ بن نوفل کی تصدیق، اور دعوت اسلام کے ابتدائی مرحلے کو واضح کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بنیاد مکمل شعور، الہامی وحی اور ماضی کی نبوتوں کی تصدیق پر رکھی گئی تھی، اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے۔

ج. مظلوم مسافر کا حق دلوانا اور ابو جہل کا عبرت ناک انجام

یہ واقعہ اس عدالت، رحمت اور عظمت نبوی ﷺ کا ایک روشن نمونہ ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مظلوم مسافر کا حق دلوایا اور اللہ تعالیٰ نے ابو جہل جیسے سرکش سردار کو عبرت ناک انجام کا ایک جلوہ دکھایا۔ حضرت عبد الملک بن عبد اللہ ثقفیؒ روایت کرتے ہیں کہ:

"قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ إِرَاشٍ بِإِبِلٍ لَهُ مَكَّةَ فَابْتَاعَهَا مِنْهُ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ فَمَطَلَهُ بِأَثْمَانِهَا۔"[22]

(ایک شخص یمن کے قبیلہ اِراش سے مکہ مکرمہ میں اپنی چند اونٹنیاں فروخت کرنے آیا۔ ابو جہل نے یہ اونٹنیاں خرید لیں لیکن قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا اور بہانے بنانے لگا۔)

یہ مظلوم شخص بے بسی کے عالم میں مکہ کے سرداروں کے پاس گیا جہاں مسجد کے ایک کونے میں آپ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ وہ شخص کہنے لگا: اے قریش کے لوگو! کون ہے جو میرا حق ابو الحکم (ابو جہل) سے دلوائے؟ میں ایک اجنبی اور مسافر ہوں، اس نے میرا حق دبا لیا ہے! یہ سن کر قریش کے سردار مذاق میں بولے: تم اس آدمی (محمد ﷺ) کے پاس جاؤ، وہ تمہارا حق دلوائے گا! یہ انہوں نے اس لیے کہا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو جہل میں سخت دشمنی تھی، لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانا چاہتے تھے۔ جب یہ مظلوم شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے اپنی فریاد پیش کی اور کہا: اے اللہ کے بندے! ابو الحکم (ابو جہل) نے میرا حق مار لیا ہے، میں

22. Aṣ-Ṣabāhānī, Aḥmad ibn ʿAbdullāh Abū Nuʿaym. *Dalāʾil al-Nubuwwah*. Beirut: Dār al-Nafāʾis, 1406 AH, p. 210.

ایک مسافر ہوں اور قریش کے زعماء سے مدد مانگی تو انہوں نے مجھے آپؐ کی طرف بھیج دیا، اللہ آپؐ پر رحم کرے، براہ کرم میرا حق دلوا دیں! رسول اللہ ﷺ نے بلا تاخیر فرمایا: چلو! میں تمہارا حق دلواتا ہوں! رسول اللہ ﷺ فوراً کھڑے ہوئے اور اس شخص کے ساتھ ابو جہل کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کے سرداروں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اس شخص کے ساتھ جاتے دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے اور اپنے ایک آدمی سے کہا: اس کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کرتا ہے! رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ ابو جہل نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد (ﷺ) ہوں، باہر آؤ! ابو جہل باہر نکلا تو اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو چکا تھا، اس پر گھبراہٹ طاری تھی اور اس کی روح جیسے جسم میں نہ تھی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کا حق فوراً ادا کرو! ابو جہل نے فوراً کہا: جی ہاں، ٹھہریں! میں ابھی اسے اس کا حق دیتا ہوں! وہ گھر کے اندر گیا، مظلوم شخص کا پورا حق لے کر باہر آیا اور اسے دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مسافر سے فرمایا: جاؤ، اب تمہیں تمہارا حق مل گیا ہے۔ یہ سب دیکھ کر قریش کے وہ سردار حیران رہ گئے، جنہوں نے پہلے مذاق کیا تھا۔ جب وہ شخص ان کے پاس واپس آیا تو کہنے لگا: اللہ رسول اللہ ﷺ کو جزائے خیر دے! انہوں نے میرا حق مجھے دلوایا! اسی دوران وہ آدمی بھی واپس آیا جسے قریش نے پیچھے بھیجا تھا۔ قریش کے سرداروں نے اس سے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ایک عجیب منظر دیکھا! جیسے ہی محمد ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا، ابو جہل باہر نکلا تو وہ خوف سے کانپ رہا تھا! محمد ﷺ نے صرف اتنا کہا کہ اس آدمی کا حق ادا کرو اور اس نے بغیر کسی جھگڑے کے فوراً حق ادا کر دیا!"[23]

ابو نعیم الاصبہانیؒ اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ: فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَهُمْ أَبُو جَهْلٍ فَقَالُوا لَهُ: وَيْلَكَ مَا لَكَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكُمْ وَاللَّهِ إِنْ هُوَ إِلَّا أَنْ ضَرَبَ الْبَابَ وَسَمِعْتُ صَوْتَهُ فَمُلِئْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَإِنَّ فَوْقَ رَأْسِهِ لَفَحْلًا مِنَ الْإِبِلِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامَتِهِ وَلَا قَصَرَتِهِ وَلَا أَنْيَابِهِ لِفَحْلٍ قَطُّ وَاللَّهِ لَوْ أَبَيْتُ لَأَكَلَنِي۔"[24][25]

(کچھ دیر بعد ابو جہل بھی ان کے پاس آیا۔ قریش کے سرداروں نے طنزاً پوچھا: ابو جہل! تم محمد (ﷺ) سے اتنے ڈر گئے کہ فوراً اس شخص کا حق ادا کر دیا؟ ابو جہل (جو پسینے میں شرابور تھا) نے کہا: ہلاکت ہو تمہاری! تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے کیا دیکھا؟ جب محمد ﷺ دروازے پر آئے، تو میں نے دیکھا کہ ان کے سر کے اوپر ایک دیو ہیکل اونٹ کھڑا تھا! میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا خوفناک اونٹ نہیں دیکھا! اس کا سر بہت بڑا تھا، اس کی آنکھیں سرخ اور دانت خوفناک تھے! اگر میں محمد ﷺ کی بات نہ مانتا، تو وہ اونٹ مجھے چیر کر رکھ دیتا!)

اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ:

قریش کے سرداروں نے ابو جہل سے کہا: کیا تم محمد (ﷺ) سے اس قدر ڈر گئے؟ ابو جہل نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ان کے ساتھ کچھ ایسے آدمیوں کو دیکھا، جن کے ہاتھوں میں چمکدار

---

23. Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *As-Sīrah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿArabī, 1410 AH, 2:27.
24. Aṣ-Ṣabāhānī, *Dalāʾil al-Nubuwwah*, p. 210.
25. Ibn Hishām, *As-Sīrah al-Nabawiyyah*, 2:27.

نیزے تھے! ایک اور روایت میں ہے کہ: وہ نیزے اس قدر چمک رہے تھے کہ اگر میں حق نہ دیتا تو مجھے یقین تھا کہ وہ میرے پیٹ کو چیر کر رکھ دیتے! [26]

مباحث: یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک ہے، جو آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد اور حمایت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں درج ذیل نکات نمایاں ہیں: نبی کریم ﷺ نے بلا کسی خوف و جھجک کے ایک مظلوم کا حق دلانے کے لیے ظالم کے دروازے پر جانے میں بھی پس و پیش نہ کی۔ اللہ نے آپ ﷺ کے حکم کی فوری تکمیل کروادی اور دشمن (ابو جہل) کو مجبور کر دیا کہ وہ مسافر کا حق ادا کرے۔

دشمنی کے باوجود ابو جہل کا یوں کپکپا جانا اور بغیر کسی حجت کے فوراً رقم لوٹا دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کسی غیبی خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔ جیسے قرآن میں ہے: دشمنوں پر اللہ کا خوف طاری ہونا:

"سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلرُّعْبَ فَٱضْرِبُواْ فَوْقَ ٱلْأَعْنَاقِ وَٱضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ"[27]

(میں عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، پس تم ان کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر ضرب لگاؤ۔)

ابو جہل پر جو خوف طاری ہوا تھا۔ یہ اسی آیت کی عملی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ بغیر کسی مزاحمت کے مغلوب ہو جاتے تھے۔

فرشتوں یا اونٹ کا ظاہر ہونا: یہ ایک غیبی طاقت کا مظہر تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے دفاع اور عظمت کو واضح کرتا ہے۔ قرآن میں فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذْكُرُواْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا۔" [28]

(اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب (کفار کے) لشکر تم پر آئے، تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔)

یہ آیت اس بات کو تقویت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مواقع پر اپنے نبی ﷺ کی مدد کے لیے غیبی لشکر بھیجے، جیسا کہ ابو جہل کے اس واقعے میں وہ دیو ہیکل اونٹ یا فرشتے نظر آئے۔ یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کی عدل و انصاف پسندی اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ نبی ﷺ کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کے استہزاء سے محفوظ رکھا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

"إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ٱلَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ"[29]

(بے شک ہم تمہیں مذاق اڑانے والوں (کے شر) سے کافی ہیں، جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بناتے ہیں، عنقریب وہ جان لیں گے۔)

یہ آیت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور انہیں ذلیل و رسوا کیا۔ صحیح بخاری

26. Ibn Hishām, *As-Sīrah al-Nabawiyyah*, 2:27.
27. *Al-Anfāl*, 8:8–12.
28. *Al-Aḥzāb*, 33:9.
29. *Al-Ḥijr*, 15:95–96.

کی روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں،(ان میں سے ایک یہ کہ:

"وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ۔"[30][31]

(ایک مہینے کی مسافت سے دشمن کے دل میں میرا رعب ڈال دیا گیا ہے۔)

یہ حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ مخالفین پر رسول اللہ ﷺ کا رعب و دبدبہ طاری ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ ابو جہل جیسے سرکش شخص نے بھی بغیر کسی جھگڑے کے حق ادا کر دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت، اللہ کی مدد اور کفار پر اللہ کے نبی کے رعب و دبدبے کی واضح دلیل ہے۔ اراشی شخص نے نبی اکرم ﷺ کی سچائی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اللہ کے نبی ﷺ کو سچے ہونے کا عملی ثبوت ملا۔ اگرچہ روایت میں یہ ذکر نہیں کہ وہ فوراً ایمان لے آیا، لیکن اس کا آپ ﷺ کے لیے جزائے خیر کی دعا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت سے متاثر ہوا۔ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غیبی نصرت سے نوازا تھا، جس کے سبب دشمن بھی آپؐ کے مقابلے میں بے بس ہو جایا کرتے تھے۔

خلاصہ بحث

نبوت محمدی ﷺ کا ظہور انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم اور انقلابی واقعہ ہے، جس کی نشانیاں اور آثار بعثت سے قبل مختلف شکلوں میں ظاہر ہو چکے تھے۔ ان علامات و ارہاصات کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت ایک طے شدہ الٰہی فیصلہ تھا، جس کے لیے زمین، آسمان، کتب سابقہ، اہل کتاب اور فطرت سب نے گواہی دی، خاص طور پر حضرت عروہ بن مسعودؓ، حضرت عبد الملک بن عبد اللہؒ کی روایات، امیہ بن ابی الصلت ثقفی اور ابو سفیانؓ کا نصرانی پادری سے مکالمہ اور ورقہ بن نوفل کے واقعات کو بنیاد بنا کر ان روحانی اور غیبی مظاہر کو پیش کیا گیا ہے، جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کے حق میں واضح دلیل ہیں۔

نصرانی پادریوں کی پیش گوئیاں، تورات و انجیل میں موجود آخری نبی کے اوصاف اور ورقہ بن نوفل کی تصدیق، اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ عرب میں ایک نبی کے ظہور کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں پائی جانے والی صفات، جیسے سچائی، امانت، صلہ رحمی، عبادت سے لگاؤ اور ظلم سے نفرت، نبوت سے پہلے ہی آپ ﷺ کو ممتاز اور معزز مقام عطا کر چکی تھیں۔ غار حرا میں عبادت اور پہلی وحی کا نزول، نیز پتھروں اور درختوں کا سلام کہنا بھی نبوت کی صداقت کی روحانی علامتیں ہیں۔ اسی طرح دشمنان اسلام، خاص طور پر ابو جہل کا نبی ﷺ سے مرعوب ہونا اور اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو غیبی مدد (جیسے فرشتوں کی فوج، رعب اور حفاظت) کا حاصل ہونا، نبوت کے الٰہی پہلو کو مزید تقویت دیتا ہے۔

مجموعی طور پر ارہاصات نبوت ایک ایسا مضبوط تاریخی و دینی باب ہے جو یہ باور کرواتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کسی ذاتی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کا منتخب کردہ مشن تھا، جس کا اعلان مختلف زمانوں، قوموں اور مذاہب کے ذریعے کیا جا چکا تھا۔ یہ تمام ارہاصات اس بات کا اعلان ہیں کہ نبی

30. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1404 AH, Ḥadīth No. 335.
31. Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1374 AH, Ḥadīth No. 1163.

ﷺ کی آمد محض عرب نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت، رحمت اور روشنی کا آغاز تھی۔ اس مقالہ میں ثقفی صحابہ کرامؓ کی مرویات سیرت اور ان کے مباحث میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدسہ کے نبویؐ، اعجازی، اخلاقی، سماجی پہلوؤں کی جہات نمایاں ہوتی ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ ثقفی صحابہ کرامؓ کی مرویات نے سیرت النبی ﷺ کی نقل و ابلاغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥasan. *Dalāʼil al-Nubuwwah wa Maʿrifat Aḥwāl Ṣāḥib al-Sharīʿah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1408 AH.
* Ibn ʿAsākir, ʿAlī ibn al-Ḥasan. *Tārīkh Ibn ʿAsākir*. Beirut: Dār al-Fikr, 1995.
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *As-Sīrah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1425 AH.
* Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Al-Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Fikr, 1414 AH.
* Aṣ-Ṣāliḥī al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf. *Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1414 AH.
* Ibn Isḥāq, Muḥammad. *Sīrat Ibn Isḥāq*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH.
* Al-Mundhirī, ʿAbd al-ʿAẓīm ibn ʿAbd al-Qawī. *Mukhtaṣar Ṣaḥīḥ Muslim by Imām Muslim ibn Ḥajjāj al-Qushayrī*. Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1407 AH.
* Al-Ḥākim, Muḥammad ibn ʿAbdullāh. *Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1411 AH.
* Aṣ-Ṣabāhānī, Aḥmad ibn ʿAbdullāh Abū Nuʿaym. *Dalāʼil al-Nubuwwah*. Beirut: Dār al-Nafāʼis, 1406 AH.
* Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik. *As-Sīrah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿArabī, 1410 AH.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1404 AH.
* Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1374 AH.